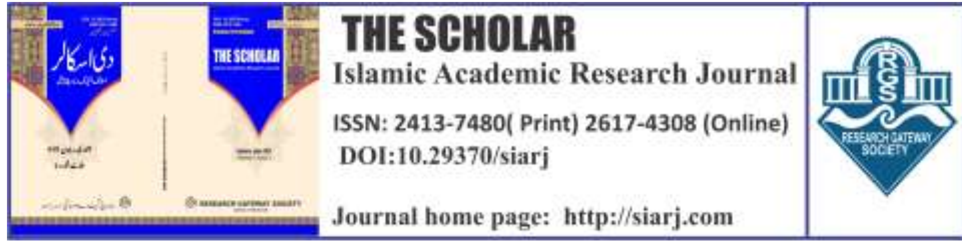


خواتین کے لیے قید خانوں کا تصور اور خواتین کی قید کے بچوں پر اثرات فقہ اسلامی اور پاکستانی معاشرہ کا مطالعہ

THE CONCEPT OF PRISONS FOR WOMEN AND THE IMPACT OF IMPRISONMENT ON CHILDREN - A STUDY IN THE CONTEXT OF ISLAMIC JURISPRUDENCE AND PAKISTANI SOCIETY

1. Sajida Hanif

PhD Scholar, Department of Islamic Studies Department, College for Women University, Lahore, Pakistan

Email: drsajidahanif@gmail.com

ORCID ID:

http://orcid.org/0000-0003-4904-3872

2. Zahida Shabnam

Associate Professor, Department, Islamic Studies Department, Lahore College for Women University, Lahore, Pakistan

Email: zahida.shabnum@lcwu.edu.pk

ORCID ID:

http://orcid.org/0000-0003-0035-6106

To cite this article:

Hanif, Sajida, and Zahida Shabnam. "URDU-THE CONCEPT OF PRISONS FOR WOMEN AND THE IMPACT OF IMPRISONMENT ON CHILDREN - A STUDY IN THE CONTEXT OF ISLAMIC JURISPRUDENCE AND PAKISTANI SOCIETY." The Scholar-Islamic Academic Research Journal 7, No. 1 (February 18, 2021). : 1–22

To link to this article: https://doi.org/10.29370/siarj/issue12urduar1

Journal	The Scholar Islamic Academic Research Journal Vol. 7, No. 1 || January -June 2021 || P. 1-22
Publisher	Research Gateway Society
DOI:	10.29370/siarj/issue12urduar1
URL:	https://doi.org/10.29370/siarj/ issue12urduar1
License:	Copyright c 2017 NC-SA 4.0
Journal homepage	www.siarj.com
Published online:	2021-02-18



خواتین کے لیے قید خانوں کا تصور اور خواتین کی قید کے بچوں پر اثرات فقہ اسلامی اور پاکستانی معاشرہ کا مطالعہ

THE CONCEPT OF PRISONS FOR WOMEN AND THE IMPACT OF IMPRISONMENT ON CHILDREN - A STUDY IN THE CONTEXT OF ISLAMIC JURISPRUDENCE AND PAKISTANI SOCIETY

Sajida Hanif, Zahida Shabnam

ABSTRACT:

To save the mutual relationships of humans from clash and in equilibrium and in order to curb crimes, Allah has enforced boundaries (Hudod) and penalties. One from of penalizing is "imprisonment". According to the prevailing system the imprisonment of women duly disturbs their domestic affairs. Their children also get dual effects both social and psychological. As per Pakistan's Law, the mothers in prison can keep their children upto 6 years. Although the children in prison not only loose the lap of their mother but the environment of prison, malnutrition food, scarce space, abusive language and slang terms of other women do create a negative impact over the minds of children. Mental and physical nourishment gets affected. On the other hand, children of the imprisoned women, who are away from their mothers, get deprived of their affection. Society has a critical view about them. Therefore, in order to mitigate these effects, an appropriate environment and facilities of education and development must be provided. It is better that the (prisons) either be released on bail or detained in their homes. Moreover, family quarters could be built in the Jails so children might experience home like environment.

KEYWORDS: Imprisonment, Women Prisoner, Children, Women Rights, Jail Environment, Islamic Law

کلیدی الفاظ: قید خانہ، خواتین، بچے، حقوق نسواں، قید کا ماحول، اسلامی قانون،

اللہ رب العزت نے انسان کی تخلیق فرما کر اسے خلافت ارضی جیسی بڑی ذمہ داری سونپ دی اس فرض منصبی سے سبکدوش ہونے کے لئے انسان کو نہ صرف عقل و شعور سے نوازا بلکہ اسے راہ ہدایت دکھانے کے لئے انبیاء مبعوث فرمائے۔ حضرت محمد ﷺ اس سلسلہ نبوت کی آخری کڑی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو تین طرح کے ضابطوں کی پابندی کا مکلف بنایا ہے، اس نے اپنی تمام تخلیق کو خاص بنیادی ضابطوں کا پابند بنایا ہے، جنھیں قانون فطرت کہتے ہیں، قانون فطرت کی مخالف ناپسندیدہ عمل ہے، بسا اوقات یہ مخالفانہ اقدام، اپنی شدت کے باعث ناپسندیدگی کی حدود سے نکل جاتا ہے، تب اسے جرم کہا جاتا ہے، پھر انسان کو ارضی خلافت سونپ کر اسے مباحات کا طویل میدان بھی دے دیا، تاکہ وہ اپنے مقصد تخلیق کو مفید ثابت کر سکے، اسے حکومت دے دی کہ اپنے احباب، زیر امارت عوام و خواص کے لئے بھی جزئیات و تفصیلات کے ساتھ نظم و نسق قائم کرے، یہی نظم و نسق قانون کہلاتا ہے، اس کی مخالفت بھی قانوناً جرم کہلاتا ہے۔ تیسری قسم کا وہ عظیم نظم و ضبط ہے جو اللہ الخالق نے اپنے بندوں کو اعلیٰ اخلاق کا حامل بنانے کے لئے اور ممتاز انسانی اوصاف سے متصف کرنے کے لئے خود نازل کیا ہے، اس کی نشر و تنفیذ کے لئے اللہ رب العزت نے اپنے بندوں میں سے ہی عظیم ترین صفات اور بہترین قائدانہ اہلیتوں کے مالک افراد کو چنا، جنھیں انبیاء اور رسل کا صفاتی نام دیا گیا۔ اس مجموعہ ضوابط کو دین اسلام کے عنوان سے نازل کیا گیا۔ مخلوق انسانی کو پورے تیقن، جذبہ اطاعت کے ساتھ عمل کرنے، قائم کرنے اور غالب رکھنے کا حکم بھی دیا، جو اس نظم میں مددگار ہوگا، وہ رحمن کا پسندیدہ بندہ ہوگا، دوسرا مجرم ہوگا۔ دین اسلام مکمل ضابطہ حیات ہے جو زندگی کے ہر شعبے میں انسان کی رہنمائی کرتا ہے۔ ہر انسان کے حقوق و فرائض متعین کرتا ہے تاکہ کسی پر ظلم و جبر نہ ہو۔ اور معاشرہ امن و سکون کا گہوارہ بنا رہے۔ کیونکہ ایک صحت مند معاشرہ ہی فلاح انسانیت کا ضامن ہو سکتا ہے۔ اسلام جہاں سیاست و سیادت اور معیشت و تجارت کے اصول فراہم کرتا ہے۔ وہاں معاشرتی قوانین پیش کر کے ایسے معاشرے کے قیام پر بھی زور دیتا ہے کہ جہاں مظلوموں کی دادرسی کے ساتھ ساتھ مجرموں کے لیے ایسی سزا تجویز کی جائے جس سے نہ صرف معاشرے میں امن و امان بحال رہے بلکہ آئندہ کوئی جرم کرنے کی جرات نہ کر سکے۔

جرم دراصل شرعی نظم، ملکی قانون و ضابطے کی خلاف ورزی ہے جس کی پاداش میں سزا دی جاتی ہے۔ یہ ایک ایسا فعل ہوتا ہے جس کے ذریعے دوسروں کو جسمانی، مالی یا کسی بھی لحاظ سے گزند پہنچائی جاتی ہے۔ اس طرح سے یہ انفرادی و

اجتماعی طور پر ضرر رساں ہوتا ہے۔ دوسروں کے حقوق متاثر ہوتے ہیں۔ کچھ جرائم کا تعلق فرد سے جبکہ کچھ جرائم ایسے ہوتے ہیں جن سے معاشرہ کو نقصان پہنچتا ہے۔ مجرم کی شرانگیزیوں سے افراد اور معاشرہ کو محفوظ رکھنے مظلوم کی دادرسی، مجرم کی اصلاح اور دوسروں کے لیے سامان عبرت کرنے کے لئے سزائیں مقرر کی گئیں۔

الماوردی لکھتے ہیں:

الجرائم، محظورات شرعیة، زجر اللہ تعالیٰ عنها بحد او تعزیر[1]

"جرائم شرعاً ممنوع ہیں جن سے روکنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے حدود اور تعزیرات مقرر فرمائی ہیں۔"

حدود اور قصاص ودیت کے تحت آنے والے جرائم کے علاوہ باقی تمام جرائم کا معاملہ اسلامی ریاست کے ارباب اختیار پر چھوڑ دیا گیا ہے تاکہ حالات و واقعات کے مطابق سزا تجویز کی جائے اگرچہ اس سلسلے میں بنیادی اصول و قواعد متعارف کروا دیئے گئے۔ حدود و قصاص کے علاوہ باقی ماندہ تمام جرائم کی سزائیں تعزیرات کے تحت آتی ہیں۔

حاشیہ ابن عابدین میں تعزیر کے کچھ قوانین بیان کیے گئے ہیں۔

التعزیر مفوض الی رای الامامه والتعزیر یحب مع با الشبهات والتعزیر شرع علی الصبی والتعزیر لا یطلق علی الذمی و التعزیز یسمی هو عقوبة له لان التعزیر شرع للتطهیر[2]

"تعزیر غیر مقررہ سزا ہے جو امام کی رائے پر موقوف ہے تعزیر شبہہ سے ساقط نہیں ہوتی تعزیر بچوں پر بھی جائز ہے۔ تعزیر کا ذمی پر اطلاق نہیں ہوتا بلکہ کفار کے لئے اس غیر معین سزا کا نام عقوبت ہے۔ کیونکہ تعزیر گناہوں سے پاک کرنے کے لیے ہے۔"

ڈاکٹر وھبۃ الزحیلی لکھتے ہیں:

والعقوبات التعزیریة كالتوبیخ، والحبس، والضرب، والتعزیر بالمال، والقتل سیاسة لمعتادی الاجرام و فی جرائم امن الدولة والتجسس واللواط و سب

---

[1] Abū al-Hasan ’Alī Ibn Muḥammad Ibn Habīb Al-Māwardī, *Al-Ahkam As-Sultaniyyah* (Beirut: Darul Kutaab Al-Arabi, 1999), 361.

[2] Muhammad Ameen Ibn Abidin, *Radd Al-Muhtār ’ala al-Durr al-Mukhtār Sharh Tanwīr al-Absār*, vol. 6 (Beirut: Darul Kutub al-Ilmiyyah, n.d.), 103.

النبیﷺ[3]

"تعزیری سزائیں یہ ہو سکتی ہیں۔ زجر و توبیخ، قید و بند، مارپٹائی، مالی تاوان، حالات اور جرائم کے پیش نظر سیاسۃً قتل بھی ہے۔ مثلاً ملکی امن و امان، جاسوسی، لواطت، حضور نبی کریمﷺ کی شان میں گستاخی کرنے پر قتل بھی بطور تعزیر روا ہے۔"

جناب ڈاکٹر وھبہ الزحیلی کا سب النبی کو تعزیری سزامیں شامل کرنا علماءِ اسلام میں اختلافی رائے ہے، جو احناف میں سے علما کے ہاں پائی جاتی ہے۔ جمہور کے نزدیک اس سزا کا نفاذ بطور حد ہوگا، جیسا ابن تیمیہ نے بیان کیا ہے۔

تاریخی حقائق و واقعات سے پتہ چلتا ہے کہ اسلام کے ابتدائی دور میں اگرچہ قید و بند کو بہت زیادہ اہمیت نہیں دی گئی۔ بلکہ اس کی بجائے فوری سزا کو مروج دیا گیا۔ لیکن بعض معاملات میں قید و بند کا تصور بھی ملتا ہے۔

سزائے قید قرآن کی رو سے مشروع اور جائز ہے۔

وَ الّٰتِیۡ یَاۡتِیۡنَ الۡفَاحِشَۃَ مِنۡ نِّسَآئِکُمۡ فَاسۡتَشۡہِدُوۡا عَلَیۡہِنَّ اَرۡبَعَۃً مِّنۡکُمۡ ۚ فَاِنۡ شَہِدُوۡا فَاَمۡسِکُوۡہُنَّ فِی الۡبُیُوۡتِ حَتّٰی یَتَوَفّٰہُنَّ الۡمَوۡتُ اَوۡ یَجۡعَلَ اللّٰہُ لَہُنَّ سَبِیۡلًا [4]

"تمہاری عورتوں میں سے جو بے حیائی کی مرتکب ہوں ان پر چار گواہ قائم کرو۔ جب وہ گواہی دے دیں تو ان کو گھروں میں اس وقت تک روکے رکھو جب تک ان کو موت آجائے یا اللہ ان کے لیے راہ نکال دے۔"

ابن العربی قید اور قید خانہ کی مشروعیت اس سے ثابت کرتے ہیں۔

امساکھن فی البیوت وحبسھن فیھا فی صدر الاسلام قبل ان تکثر الجناۃ، فلما کثر الجناۃ وخشی قوتھم اتخذ لھم سجن[5]

"یہ گھروں میں پابند کرنا یا قید کرنا آغاز اسلام میں جرائم کے بڑھنے سے پہلے تھا جب جرائم بڑھنے لگے ان کی طاقت اور قوت کے خوف سے جیل بنائی گئی۔"

امام جلال الدین سیوطی نے قول نقل کیا ہے:

عن سعید بن جبیر (فامسکوھن) یعنی احبسوھن (فی البیوت) یعنی فی السجون۔

---

[3] Wahbah Zuhayli, *Fiqh Al-Islami Wa-Adilatuhu*, vol. 7 (Damascus: Darul Fikr, 1997), 5301.
[4] *Al-Quran*, 4:15.
[5] Abū Bakr Muḥammad ibn Abdallāh Ibn al-Arabi, *Ahkam Al-Quran*, vol. 1 (Cairo: Maktabah-At-Taufiqiyyah, n.d.), 449.

و كان هذا فی اول الاسلام كانت المراة اذا شهد عليها اربعة من المسلمين عدول بالزنا حسبت فی السجن[6]

سعید بن جبیر سے روایت ہے کہ "فامسکوهن فی البیوت" سے مراد ہے احبسوهن فی السجون (ان کو جیل میں قید کر کے رکھو) آگے بیان کرتے ہیں کہ: "وکان ھذافی اول الاسلام کانت المراۃ اذاشھدعلیھا اربعۃمن المسلمین عدول بالزنا جست فی السجن" یہ اسلام کے آغاز کی بات ہے کہ جب چار عادل مسلمان کسی عورت کے زنا میں ملوث ہونے پر گواہی دے دیتے تو اسے جیل میں قید کر دیا جاتا۔

قید اور قید خانے کی تعریف یوں بیان کرتے ہیں:

سجن: السجن: الحبس، و السجن، بالفتح: المصدر سجنه ليسجنه سجنا اى حبسه
و السجن: المحبس
و السجان: صاحب السجن: و قال اللحياتى: امراة سجين و سجينة اى مسجونة من نسوة سجنى، كل ذلك عنه[7]

"سجن کا مطلب قید کرنا۔ اور سجن سین کے زبر کے ساتھ یہ مصدر ہے۔ یعنی قید کرنا/ روکے رکھنا۔

السجن سے مراد: قید کرنے کی جگہ؟

السجان سے مراد وہ شخص جو قید خانے میں ہے اور لحیاتی کہتے ہیں امرءۃ سجین سے مراد قیدی عورت یعنی تمام عورتوں میں سے کسی ایک عورت کو قید کر دینا۔"

قرآن مجید میں جہنمی روحوں کا ٹھکانہ سجین بتایا گیا ہے، جو جہنم کے نیچے ہے، یہ سجن سے ہے، اور مجرم پیشہ کفار و مشرکین کی روحیں اپنے برزخی دور میں سجین نامی اسی قید خانے میں ہوں گی۔ اگرچہ بعض اہل علم نے سجن کا تصور حبس سے لیا ہے اور یہ محمود تفہیم ہے، لیکن خواتین کے لئے حبس سے سرکاری و نیم سرکاری موجودہ انداز میں جیل کا تصور اس سے لینا کئی اشکال پیدا کرتا ہے۔ کیونکہ گھریلو محبس اور غیر محرم طاقت وروں کی نگرانی میں بننے والے محبس میں فرق پایا جاتا ہے۔ حبس فی البیوت میں بیوت کی شرط ہے جو دلیل ہے کہ

6 Jalal al-Din Al-Suyuti, *Al-Durr Al-Manthur Fi Tafsir Bil-Ma'thur*, vol. 2 (Lebanon: Dār Iḥyā al-Turāth al-Arabī, 2000), 427.

7 Muhammad ibn Mukarram ibn Alī ibn Ahmad Ibn Manzūr, *Lisan Al-Arab*, vol. 13 (Beirut: Dar Sader, 1994), 203.

الف) خواتین کو ان کے محرم رشتوں کی سرپرستی سے جیل میں بھی محروم نہیں کیا جائے گا۔

ب) عورتوں کو ان کے بچوں سے دور نہیں کیا جائے گا۔

ج) خواتین کے محبس کو مردانہ تصرف سے بچایا جائے۔

ان نکات کی مدد سے خواتین کی جدید جیلوں کو درج ذیل خطوط پر استوار کرنا چاہئے:

1۔ خواتین کے محبس مکمل طور پر محفوظ ہوں، جہاں کوئی غیر محرم براہِ راست ان سے رابطہ نہ کر سکے۔

2۔ خواتین کے قید خانے انہی کے اپنے شہروں میں ہوں، تاکہ کسی بھی ہنگامی صورت حال میں ان کے محرم پہنچ سکیں۔

3۔ نسائی جیلوں تک ان کے محرم رشتوں کو سہولت دی جائے، اور جلدی ملاقات کا اہتمام ہو۔

4۔ خواتین کے قید خانے کم تعداد والے ہوں، تاکہ ان کی تربیت، نفسیاتی صحت، اور عزت و آبرو کی حفاظت کا بہترین انتظام ہو۔

5۔ ان جیلوں کی نگرانی کے لئے ایسی خواتین ہوں جن کے محرم بیرونی انتظام میں شریک ہوں تاکہ قیدی خواتین کے ساتھ کسی صورت حراسانی کے واقعات نہ ہو سکیں۔

نبی کریم ﷺ نے بعض جرائم پر قید کی سزا دی

عَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ: ((أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَبَسَ رَجُلًا فِي تُهْمَةٍ))[8]

ابن الفرج لکھتے ہیں کہ:

[8] Abū Dā’ūd Sulaymān ibn al-Ash‘ath ibn Isḥāq Al-Sijistānī, *Sunan Abū Dāwūd* (Beirut: Al-Maktaba al Asriah, n.d.), Hadith: 3630.

وثبت عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنه انه کان له سجن، انه سجن الحطیئة علی الهجو و سجن صبیغا علی سواله عن الذاریات والمرسلات والنازعات و شبههن وامر الناس بالتفقه[9]

''حضرت عمر بن خطابؓ سے یہ ثابت شدہ ہے کہ ان کے زمانہ میں ایک قید خانہ موجود تھا آپ نے حطیہ شاعر کو ہجو کے جرم میں قید کیا تھا اور صبیغ نامی ایک اور شخص کو سورۃ الذاریات المرسلات اور النازعات کے بارے میں دورازکار موشگافیاں کرنے پر قید کیا تھا اور لوگوں کو ایسا کرنے کی تلقین کی۔''

پاکستانی قانون کی رو سے بہت سے جرائم کی سزا قید ہے۔ شریعت اور قانون کی رو سے بنی نوع انسان کی دو اصناف مرد و عورت کو جزا و سزا میں یکسانیت حاصل ہے۔ اسی طرح سے جہاں بہت سے جرائم میں بطور تعزیر مرد کو قید کیا جاتا ہے۔ وہاں عورت کو بھی قید کیا جاتا ہے۔ لیکن دونوں کے لئے بعض شرعی احکام میں عدم توافق کی بنا پر خواتین کے جیل خانوں کے قیام و احوال پر خصوصی توجہ اور منصوبہ بندی کی ضرورت ہے۔ کسی معاشرے کی خانگی زندگی کا دار و مدار عورت پر ہوتا ہے۔ اس کو قید کرنے کی صورت میں نظام خاندان پر کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں؟

قیدی خواتین اور ان کے بچوں پر معاشی اور معاشرتی اثرات:

بنی نوع انسان جو کہ اس کائنات کی اعلیٰ و ارفع مخلوق ہے دو اصناف مرد و عورت پر مشتمل ہے۔ اسی لیے کہا جاتا ہے کہ مرد اور عورت تمدنی زندگی کے دو پہیے ہیں جس طرح گاڑی دونوں پہیوں کے بغیر نہیں چل سکتی اسی طرح انسانی معاشرہ کا نظام بھی ان دونوں کے بغیر چلنا ناممکن ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَ بَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِیْرًا وَّ نِسَآءً وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَ الْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَیْكُمْ رَقِیْبًا[10]

'' اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا اور اسی سے اس کی بیوی کو پیدا کرکے ان دونوں سے بہت مرد اور عورتیں پھیلا دیں اس اللہ سے ڈرو جس کے نام پر ایک دوسرے سے مانگتے ہو اور رشتے ناطے توڑنے سے بھی بچو بے شک اللہ تعالیٰ تم پر نگہبان

[9] Muḥammad ibn Faraj Ibn al-Ṭallā, *Aqḍiyat Rasūl Allāh S.A.W.W* (Beirut: Darul Kutaab Al-Arabi, 2005).
[10] *Al-Quran*, 4:1.

ہے۔"

بذریعہ نکاح مرد و عورت ایک خاندان کی بنیاد رکھتے ہیں بچوں کی ولادت سے خاندان کی تکمیل ہو جاتی ہے۔ کسی بھی انسانی معاشرے میں خاندان ایک اساسی اور انتہائی اہمیت کا حامل یونٹ ہے۔ کیونکہ یہاں معاشرہ کی افرادی قوت کی کھیپ تیار ہوتی ہے۔ یہ جس قدر مضبوط اور منظم ہو گا معاشرہ اتناہی شاہراہ ترقی پر گامزن ہو گا۔

محمود احمد غازی اپنے خطبہ " تدبیر منزل" میں بیان کرتے ہیں:

اسلامی شریعت اور مفکرین اسلام نے فرد کے بعد سب سے زیادہ تحفظ خاندان کو اہمیت دی ہے۔ قرآن مجید کے احکام و قوانین کا ایک تہائی سے زیادہ حصہ خاندانی امور کے بارے میں ہے۔ انسان صرف تسلسل نوعی کی ذمہ داری نہیں رکھتا بلکہ اس کی ذمہ داری تسلسل اخلاق، فکر، عادات، روایات، اقدار، تعمیر و تہذیب اور ان کے علاوہ بھی بہت کچھ ہے۔ سو لازمی تقاضا یہ ہے کہ ادارہ خاندان کی تشکیل ایک دائمی، مستحکم اور دیرپا یونٹ کے طور پر کی جائے۔ انسانوں کی اجتماعی و اخلاقی تربیت کا آغاز یہیں سے ہی ہوتا ہے۔ 11

انسانی معاشرہ کی بنیادی اکائی گھر اور خانگی زندگی کا دار و مدار عورت پر ہوتا ہے۔ عورت کے بغیر اس کا نظام تلپٹ ہو جاتا ہے۔ بچوں کو ماں کی گود میں جو سکون و تحفظ محسوس ہوتا ہے وہ کہیں اور ممکن نہیں اور یہ احساسات اس کی شخصیت پر مثبت اثرات مرتب کرتے ہیں۔ اس کے برعکس صورتحال کی وجہ سے بچے نفسیاتی مسائل کا شکار ہو جاتے ہیں۔ ان میں منفی رجحانات پیدا ہوتے ہیں۔ شاہ ولی اللہ "تدبیر منزل" کے باب میں اس پر روشنی ڈالتے ہیں۔

ثم الشفقة على المولود اوجبت تعاونا منهما فى حضانته، و كانت المراة اهد اهما للحضانة بالطبع، ان يكون تمرين الاولاد على ماينفعهم فطرة[12]

بچہ پر شفقت والدین باعث ہوئی کہ دونوں مل کر اس کی پرورش میں ایک دوسرے کی اعانت کریں۔ مرد اور عورت کی حالتیں مختلف ہوتی ہیں تربیت کی جانب عورت کو بہ نسبت مرد کے زیادہ راہنمائی ہوا کرتی ہے۔ ضرورت ہے کہ اپنی اولاد کو ایسے مفید امور کی مشاق اور تربیت کرائیں جو فطرۃ ان کے موزوں اور مفید ہیں۔

بچوں کی بہت دیکھ بھال، پرورش و تربیت اور گھریلو نظام کو باحسن انداز میں عورت ہی چلا سکتی ہے۔ کیونکہ ممتا کا جذبہ،

---

11 Dr. Mehmood Ahmad Ghazi, *Mahazrat e Shariat* (Lahore: Al Faisal Nashran, 2009), 236–38.

12 Shāh Walīullāh Dehlawī, *Hujjatullah-Il-Baligha* (Beirut: Darul Marifa, 2004), 97–99.

محبت و مودت، ایثار اور گھر سے محبت جیسے جذبات اس کی فطرت میں رکھ دیئے گئے ہیں۔ عورت گھر کے اندر اور اپنے خاندان یعنی بچوں اور شوہر کے ساتھ جو خوشی، طمانیت اور تحفظ محسوس کرتی ہے۔ وہ کہیں اور نہیں۔ کیونکہ یہ اس کے فطری تقاضے ہیں۔ المختصر یہ کہا جا سکتا ہے کہ عورت کے لیے خاندان، گھر اور خاندان کے لیے عورت کا وجود انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ اور یہ دونوں باہم لازم و ملزوم ہیں۔

اگر کوئی عورت کسی وجوہ کی بنا پر اپنے گھر، بچوں اور خاندان کو مناسب توجہ اور وقت نہ دے پائے تو اس کے منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ ذہنی و نفسیاتی کوفت کی وجہ سے افراد خانہ کے رویوں میں تناؤ اور غلط رجحانات پیدا ہو جاتے ہیں۔ یہاں اس نکتہ کی تحقیق کرنے کی ضرورت ہے کہ اگر صحت مند خانگی زندگی کے لیے عورت کا کردار اتنا اہم ہے تو پھر کسی جرم کے نتیجہ میں سزائے قید پانے والی خواتین اور ان کے بچوں پر کیا معاشرتی و معاشی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

قیدی خواتین کے بچوں پر معاشرتی اثرات:

مجرم اسیرات کے بچوں کے ساتھ دو طرح کا معاملہ ہوتا ہے:

i) چھ سال کی عمر تک کے بچے کو ماں قید خانہ میں اپنے ساتھ رکھ سکتی ہے۔

"Women prisoners shall be allowed to keep their children with them in prison till they attain the age of three years"[13]

"قیدی عورتوں کو اپنے بچوں کو اپنے ساتھ قید خانہ میں رکھنے کی اجازت ہو گی جب تک کہ وہ تین سال کی عمر تک نہ پہنچ جائیں۔"

لیکن صوبہ سندھ کے قانون کے مطابق عمر کی معیاد چھ سال تک ہے۔

"In rule 326, for the words "three years" the words "six years" shall be substituted". [14]

اسلامی تعلیمات کے مطابق بھی عورت اور اس کے بچے میں جدائی نہیں ڈالی جائے گی۔ ابوایوب سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا:

---

13 "Pakistan Prison Rules 1978," n.d., R: 326.

14 "Added by Sindh Province Notif. No. S.O. (Prs-II)," May 13, 1996.

مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الْوَالِدَةِ وَوَلَدِهَا فَرَّقَ اللَّهُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَحِبَّتِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ[15]

''جس نے ماں اور اس کے بچے کے درمیان جدائی کی اللہ قیامت کے دن اس کے اور اس کے محبوبوں کے درمیان جدائی کردے گا۔''

ii) قانون میں بیان کردہ عمر کے بعد وہ بچے کو اپنے ساتھ نہیں رکھ سکتی بلکہ وہ اپنے کسی رشتہ دار کی تحویل میں رہیں گے۔

لیکن پاکستانی جیلوں میں مائیں زیادہ عمر کے بچوں کو بھی اپنے ساتھ رکھتی ہیں جیسا کہ 10 سال، 12 سال تک کے بچے بھی جیل میں نظر آجاتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ خاندان میں کوئی فرد ان کی پرورش کرنے پر تیار نہیں بعض بچوں کے تو باپ بھی جیل میں ہوتے ہیں یا پھر دیگر افراد خاندان کے معاشی حالات اس قدر خراب ہوتے ہیں کہ وہ بوجھ برداشت نہیں کر سکتے۔ ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے مجرم اور سزایافتہ قیدی عورت کے ساتھ کوئی اپنا تعلق نہیں رکھنا چاہتا خصوصی طور پر مائیں بچیوں کو اپنے ساتھ رکھنے کو ترجیح دیتی ہیں کیونکہ انہیں یہ خوف لاحق ہوتا ہے کہ کہیں خاندان میں کوئی انہیں Sex-Worker کے طور پر بیچ نہ دے۔

اگر تو بچہ جیل میں اپنی ماں کے ساتھ رہتا ہے تو اس پر جیل کے ماحول کے اثرات مرتب ہوں گے۔ لیکن جیل سے باہر ماں کے بغیر رہنے سے دیگر کئی مسائل کا سامنا کرنا پڑے گا۔

جیل میں رہنے والے بچوں پر اثرات:

i) جیل میں رہنے سے بچہ کی ذہنی و جسمانی نشو و نما پر منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ وہاں اس کو مطلوبہ صحت مندانہ غذا فراہم نہیں ہوتی۔ اگرچہ بچہ والی ماں جو دودھ پلاتی ہو اسے اضافی طور پر دودھ اور چینی روزانہ مہیا کی جاتی ہے۔ علاوہ ازیں پاکستانی قانون میں بچوں کی خوراک کا پیمانہ بھی مقرر کیا گیا ہے۔

A child admitted to prison with his mother shall receive according to age, one or other of the following allowances of food daily.

Sugar 29 Gr	Milk 467 Gr,	Under twelve months	a)
Salt 10	Rice 117 Gr,	Over twelve months and upto 1 ½ years Gr, Ghee 12 Gr	b)

---

[15] Abū Īsā Muḥammad ibn Īsā At-Tirmidhī, *Sunan At-Tirmidhi*, Second (Egypt: Shirkat Maktaba wa Matba'tu Mustafa al Babi al Halbi, 1975), Hadith: 1283.

ii) Extras when necessary shall be given as the medical officer directs.
iii) 117 Gr fresh fruit thrice weekly shall be issued to all children above the age of one year. [16]

ایک بچہ جو ماں کے ساتھ جیل میں داخل کیا جاتا ہے۔ تو اسے مندرجہ ذیل خوراک الاؤنس روزنہ دیا جائے گا۔

(الف) 10 ماہ کے اندر دودھ 467 گرام، چینی 29 گرام

(ب) 12 ماہ سے زیادہ دودھ 467 گرام، چینی 29 گرام، چاول 117 گرام، دال 29 گرام، نمک 10 گرام، گھی 12 گرام

(ii) اضافی جب ضروری ہو جب میڈیکل افسر ہدایت کرے۔

(iii) ایک سال سے زیادہ عمر کے تمام بچوں کو ہفتے میں تین دفعہ 117 گرام تازہ پھل دیا جائے گا۔

اگرچہ بچہ کو خصوصی خوراک فراہم کی جاتی ہے لیکن اس طرح سے مطلوبہ غذا تو نہیں ملتی جو کہ گھر میں کھلائی جاسکتی ہے۔ بچہ کسی بھی قوم کا قیمتی اثاثہ ہوتا ہے۔ اچھی نشو و نما سے ہی صحت مند فرد تیار ہوتا ہے۔

جیل میں اپنی ماؤں کے ساتھ رہنے والے بچے وزن میں کمی کا شکار ہوتے ہیں ایسے بچے دیر سے بولنا اور چلنا شروع کرتے ہیں۔

> "Apart from the physical signs of prison such as stunted height, low weight and the ability to speak developing later than usual, means they start speaking at a later age than normal". [17]

"جیل کے جسمانی اثرات جیسا کہ قد کا چھوٹا رہ جانا، وزن کا کم ہونا، بولنے کی صلاحیت کا دیر سے پیدا ہونا یعنی کہ بچے (نارمل) عمومی عمر سے بعد میں بولنا شروع کرتے ہیں۔"

پاکستانی جیلوں میں ناقص صفائی اور غذا تنگ کمرے اور مختلف طرح کی خواتین کی وجہ سے بچے بیماریوں کا شکار بھی ہو جاتے ہیں۔

(ii) ذہنی نشو و نما کے لیے آزاد فضا ہی سازگار ماحول مہیا کرتی ہے۔ جیل میں مقید بچہ کے لئے محدود جگہ سے محدود خیالات و تصورات جنم لیتے ہیں وہ اتنی وسیع دنیا سے لاعلم ہوتے ہیں۔ ان میں اعتماد کی بہت کمی پائی

---

[16] "Pakistan Prison Rules 1978," R: 489(i).
[17] Zainab Sadia Saeed, "Young, Innocent and Behind Bars," *Sunday Magazine, Dawn*, May 22, 2016, https://www.dawn.com.

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 7, No. 1 || January –June 2021 || P. 1-22
https://doi.org/10.29370/siarj/issue12urduar1

جاتی ہے ان کو بنیادی معلومات سے آگاہی نہیں ہوتی۔ جو کہ جیل سے باہر پرورش پانے والے بچوں کو عمومی طور پر حاصل ہوتی ہے یہ بچے اپنی عمر کے انقلاب پذیر سال جیل میں گزار دیتے ہیں۔ اگرچہ کچھ جیلوں میں سکول قائم کیے گئے ہیں بچے باقاعدہ یونیفارم اور پابندی وقت کے ساتھ جاتے ہیں۔ لیکن چند جگہوں پر یہ سہولت وجود نہیں۔

Legal Aid Office (LAO) representative Ramsha Rais says:

> "They are often found to be lacking in basic knowledge "we took the kids out on a field trip to the zoo, they called every animal they saw "cat" they recognized it as a cat, because they've only ever seen cats"[18]

> "قانونی امداد فراہم کرنے والے دفتر کی نمائندہ رمشا رئیس کہتی ہیں:
> اکثر اوقات بہت بنیادی سمجھ کی کمی دیکھنے میں آئی ہے۔ ہم بچوں کو چڑیا گھر لے کر گئے۔ وہ جس جانور کو دیکھتے بلی پکارتے اسے بلی ہی کی طرح سمجھتے کیونکہ انہوں نے ہمیشہ بلیاں ہی دیکھی ہوتی ہیں۔"

نفسیاتی مسائل:

جیل میں رہنے والا بچہ بہت سے نفسیاتی مسائل کا شکار ہوتا ہے۔ ایسے بچے پر بہت سے اثرات مرتب ہوتے ہیں جو کہ ان کے کردار ورویے میں تبدیلی پیدا کرتے ہیں۔

i) چونکہ ان کی مائیں احساس جرم اور سزا کی وجہ سے اضطراب وذہنی دباؤ کا شکار ہوتی ہیں۔ اپنی پریشانی کے نتیجہ میں وہ اپنے ماں کے فرائض سے کوتاہی برتتے ہوئے بچوں کو نظر انداز کر دیتی ہیں۔ جس کی وجہ سے بچے متاثر ہوتے ہیں۔

عورت کسی بھی سنگین صورتحال میں جلد نفسیاتی طور پر متاثر ہو جاتی ہے۔ کیونکہ وہ زیادہ حساس فطرت کی مالک ہے۔ عورتوں کے متعلق نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الخُدْرِيِّ، قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى المُصَلَّى، فَمَرَّ عَلَى النِّسَاءِ، فَقَالَ: مَا رَأَيْتُ مِنْ نَاقِصَاتِ عَقْلٍ وَدِينٍ قُلْنَ: وَمَا نُقْصَانُ دِينِنَا وَعَقْلِنَا يَا

---

18 Ibid.

> رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: ((أَلَيْسَ شَهَادَةُ المَرْأَةِ مِثْلَ نِصْفِ شَهَادَةِ الرَّجُلِ)) قُلْنَ: بَلَى، قَالَ: ((فَذَلِكِ مِنْ نُقْصَانِ عَقْلِهَا، أَلَيْسَ إِذَا حَاضَتْ لَمْ تُصَلِّ وَلَمْ تَصُمْ)) قُلْنَ: بَلَى، قَالَ: ((فَذَلِكِ مِنْ نُقْصَانِ دِينِهَا))[19]
>
> ''حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نماز (بقر عید یا رمضان) کے لئے نکلے تو عورتیں ملیں تو آپ ﷺ نے فرمایا میں نے ناقص عقل اور دین میں تم سے بڑھ کر کسی کو نہیں دیکھا۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہمارے دین اور عقل میں کیا نقصان ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا دیکھو عورت کی گواہی آدھے مرد کی گواہی کے برابر ہے یا نہیں انہوں نے کہا بے شک آپ ﷺ نے فرمایا بس یہی ان کی عقل کا نقصان ہے۔ دیکھو عورت کو جب حیض آتا ہے تو وہ نماز نہیں پڑھتی اور روزہ نہیں رکھتی انہوں نے کہا ہاں یہ تو ہے آپ ﷺ نے فرمایا پس یہی اس کے دین کا نقصان ہے۔''

یہاں عقل سے ''قوائے ذہنی'' کی طرف اشارہ ہے اور دین سے اس کی جسمانی طاقتیں مراد ہیں وہ زیادہ مضبوط اعضاء کی مالک نہیں ہوتی۔ ایک اہم سبب جو قیدی خواتین کو نفسیاتی طور پر متاثر کرتا ہے وہ یہ کہ عورت کا لگاؤ فطری طور پر اپنے گھر اور بچوں کے ساتھ بہت زیادہ ہوتا ہے۔ جب اسے ان دونوں چیزوں سے دور رہنا پڑتا ہے وہ اپنی ممتا کا گلا گھونٹتی ہے تو وہ ذہنی تناؤ کا شکار ہو جاتی ہے۔

احساس گناہ کے حوالے سے سیدہ غزنوی لکھتی ہیں:

> ''نفسیاتی عوارض کا ایک سبب احساس گناہ ہے۔ بے خوابی سے لیکر اختلاج تک اور ہسٹریا کے دوروں سے درد سر تک کو احساس گناہ کی وجہ بیان کیا جاتا ہے۔ احساس گناہ ایک جذباتی کیفیت ہے جو ان کاموں کے کرنے سے ہوتی ہے جو کہ رسماً رواجاً یا مذہباً ممنوع ہیں۔ اس احساس کی وجہ سے وہ مستقل اذیت سے گزرتا ہے۔''[20]

ii) اس طرح کے ماحول میں تشدد بچوں کے لئے بھی ایک نارمل چیز ہوتی ہے۔ کچھ عادات و رویئے تو بذریعہ

---

[19] Abū ʿAbd Allāh Muḥammad ibn Ismāʿīl Al-Bukhārī, *Ṣaḥīḥ Al-Bukhārī*, First (Beirut: Dar Touq-al-Najaat, n.d.), Hadith: 304.
[20] Syeda Sadia Ghaznavi, *Nabi-e-Akram (S.A.W.W)Bator Mahir-e-Nafsiat* (Lahore: Sana Publications, 1989), 35.

تواترث منتقل ہو جاتے ہیں جبکہ کچھ مشاہدہ کے ذریعہ بچہ جو دیکھتا ہے وہی کرتا ہے۔ جیل میں بچے اپنی ماں اور دوسری قیدی عورتوں سے مار پیٹ کھاتے ہیں تو وہ بھی متشدد بن جاتے ہیں۔ پولیس افسران کے ہاتھ میں ڈنڈا یا چھڑی دیکھتے ہیں تو وہ نقل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

(iii جیل میں قیدی عورتوں کا آپس میں لڑنا جھگڑنا، گالی گلوچ، غیر مہذب زبان کا استعمال بچے پر منفی اثرات ڈالتا ہے۔ دوران سروے چند خواتین جنہوں نے اپنے ساتھ بچوں کو نہیں رکھا ہوا تھا یہی وجہ بتائی کہ یہاں بچے غلط عادات سیکھتے ہیں۔

> "Children are often subjected to violence by the mother and other inmates, to foul language used by inmates. All these factors damage the mental and physical growth of the child".[21]

> "بچے ماؤں اور دوسری قیدی عورتوں کے تشدد کا نشانہ بنتے ہیں اور قیدیوں کی استعمال کردہ گندی زبان کی زد میں آتے ہیں۔ یہ تمام عوامل بچے کی ذہنی اور نفسیاتی پرورش پر بُرے اثرات ڈالتے ہیں۔"

(iv ایسے بچے اپنی چیزوں کے بارے میں بہت حساس ہوتے ہیں۔ وہ دوسروں کے ساتھ شراکت داری پسند نہیں کرتے۔ مثلاً کھلونے، کھانے پینے کی اشیاء یا کتابیں وغیرہ اس کی وجہ یہ ہے کہ انہیں بہت کم اور محدود ملتا ہے۔ یہ خصوصیت کسی بھی فرد میں خود غرضی کو فروغ دیتی ہے۔ جو کہ مثبت معاشرتی تعلقات کی راہ میں رکاوٹ بنتی ہے۔

(v جو سب سے زیادہ معاشرتی مسئلہ ایسے بچوں کو درپیش ہوتا ہے وہ یہ کہ "معاشرہ انہیں حقارت کی نگاہ سے دیکھتا ہے" وہ بے قصور ہو کر بھی داغدار متصور ہوتے ہیں۔ ایسے بچے جب جیل سے باہر جاتے ہیں تو انہیں بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے بالخصوص ہم عمر، ہم جماعت بچے ان کے ساتھ بات چیت یا دوستی کرنا پسند نہیں کرتے۔ یہ زخم انہیں ہمیشہ ستاتا رہتا ہے۔

(vi ایسا بچہ گھٹن محسوس کرتا ہے کیونکہ جیل میں تو نظام الاوقات کے مطابق تمام کام کیے جاتے ہیں۔ جب کہ بچے تو آزادی اور من مانی چاہتے ہیں بہت زیادہ پابندیاں عائد کرنے سے بچپنہ متاثر ہوتا ہے، اور یوں اس کے

---

[21] Ibid.

بچپن کے حسین ایام اپنی ماں کی سزائے قید کی نذر ہو جاتے ہیں۔ایسے بچے اپنی خواہش کا اظہار کرتے ہیں کہ کہ انہیں باہر لے جایا جائے۔

vii) جیل میں اپنی ماں کے ساتھ رہنے والے بچوں کے لئے مثبت پہلو یہ ہوتا ہے کہ وہ ماں کی گود اور ممتا کی محبت سے محروم نہیں ہوتے۔ماں کا ساتھ بچے کو جو ذہنی و روحانی تسکین فراہم کرتا ہے وہ انہیں حاصل ہو جاتا ہے۔علاوہ ازیں ماں کو بھی بچے کی جدائی میں تڑپنا نہیں پڑتا اور بچے کی وجہ سے ماں کو جو ذہنی آسودگی ملتی ہے اس کے ماں اور بچے دونوں کی شخصیت پر مثبت اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

قیدی عورت سے علیحدہ رہنے والے بچوں پر اثرات:

قیدی عورتوں کے بچے اگر جیل میں اپنی ماں کے ساتھ رہیں تو ان پر جیل کے مضر و منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں لیکن اگر وہ جیل سے باہر ماں سے علیحدہ رہیں تو اور طرح کے مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

i) ماں سے جدائی

وہ مائیں جو اپنے بچوں کو اپنے ساتھ نہیں رکھتیں اگرچہ وہ جیل کے ماحول سے بچ جاتے ہیں۔کسی جسمانی یا نفسیاتی عارضہ کا شکار نہیں ہوتے دوسری قیدی خواتین کی بداخلاقی سے غلط عادات نہیں سیکھتے لیکن دوسری طرف انہیں اپنی ماں سے جدائی کی اذیت سہنا پڑتی ہے۔زندگی کے وہ ایام جب بچہ مکمل طور پر ماں پر انحصار کرتا ہے۔اپنے تمام چھوٹے چھوٹے مسائل کا حل ماں کی ذات میں نظر آتا ہے۔ماں کا وجود اسے احساس تحفظ دیتا ہے۔اس سے وہ محروم ہو جاتا ہے اور یہ چیز اس کی شخصیت میں ایک بہت بڑی خلا پیدا کر دیتی ہے۔علاوہ ازیں بچپن کی عمر میں جس توجہ اور لگاؤ کی اسے ضرورت ہوتی ہے۔وہ ماں کے علاوہ کوئی دوسرا اسے نہیں دے سکتا۔

ii) ایسے بچے جو ماؤں سے علیحدہ رہتے ہیں ان میں بہت سے نفسیاتی مسائل جنم لیتے ہیں نہ صرف بچے بلکہ مائیں بھی اذیت و کرب سے گزرتی ہیں۔

iii) والدین کی شفقت سے محرومی کے نتیجہ میں بچے اس کا بدلہ معاشرہ سے لینے کی ٹھان لیتے ہیں۔

شفقت سے محرومی مختلف صورتوں میں ہو سکتی ہے۔

- والدین میں علیحدگی کی صورت میں کسی ایک سے دوری۔
- والدہ کے انتقال کی صورت میں سوتیلی ماں کا رویہ اور باپ کی بے رخی
- قیدی عورت (والدہ) سے بچوں کی جدائی۔

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 7, No. 1 || January –June 2021 || P. 1-22
https://doi.org/10.29370/siarj/issue12urduar1

گلریز محمود لکھتے ہیں:

"بچوں کے لئے والدین کی شفقت فطری تقاضا ہے۔اس سے محرومی نفسیاتی محرومی ہے۔جو بچے والدین کی شفقت اور احساس تحفظ سے محروم ہو جاتے ہیں وہ غصیلے ہو جاتے ہیں اور یہ انتقام دنیا کے افراد سے لینا چاہتے ہیں تحقیق نے ثابت کیا ہے کہ ہر قسم کے بگڑے کردار کے افراد، مجرم اور پاگل دراصل وہ لوگ ہیں جن کو بچپن میں والدین کی شفقت نہیں ملی۔"[22]

iv) ایسی عورتیں جو کسی جرم کا ارتکاب کرتی ہیں اور پھر سزا پاتی ہیں۔ان کے بچے معاشرہ میں حقارت کی نظر سے دیکھے جاتے ہیں۔دوسروں کی چبھتی نگاہیں اور منفی رویے ان کو احساس کمتری میں مبتلا کر دیتے ہیں۔ ایسے بچے خود بھی احساس ندامت و شرمندگی محسوس کرتے ہیں کیونکہ ان کا انتہائی قریبی رشتہ دار "مجرم" ہوتا ہے۔ معاشرہ میں ان کی شناخت مجرم ماں کے بچے کی حیثیت سے ہوتی ہے۔ان کو معاشرہ میں بہت سے منفی رویوں اور مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔وہ بے قصور ہو کر بھی سزاوار ٹھہرائے جاتے ہیں۔

v) ایسے بچوں کی مناسب تربیت نہیں ہو پاتی اگر ان کو مناسب ماحول فراہم نہ ہو سکے تو وہ اپنی تعلیم بھی مکمل نہیں کر پاتے۔اساتذہ اور ہم جماعتوں کا رویہ،ذہنی کمزوری یا پھر پڑھائی میں دل نہ لگنا جیسی وجوہات تعلیم میں رکاوٹ بنتی ہیں۔یوں قوم کا ایک فرد ضائع ہو جاتا ہے۔ تعلیم و تربیت سے عاری یہ فرد معاشرہ کے لئے کوئی مفید سرگرمی سرانجام نہیں دے سکتا بلکہ بعض اوقات تو یہ خود بھی غلط کاریوں میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

ایسے بچے کو معاشرہ میں بہت سے منفی رویوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے جس کی وجہ سے وہ ذہنی اضطراب کا شکار ہو جاتا ہے۔ دوران سروے ایک قیدی عورت نے اپنی بیٹی کی کیفیت بتائی۔

"When my daughter had to leave me and went to live with her father she couldn't continue her education; students and teachers discriminated against her and called her harsh names. She is embarrassed to even walk on the streets, just because she is the daughter of an inmate".[23]

"جب میری بیٹی نے مجھے چھوڑا اور اپنے والد کے پاس رہنے چلی گئی تو وہ اپنی تعلیم جاری نہ رکھ

---

[22] Gulraiz Mehmood, *Hamary Bachy Aur Waldain Ki Sharai Zimadarian* (Lahore: Maktaba Jadeed, 2013), 216.
[23] Saeed, "Young, Innocent and Behind Bars."

پائی۔ اساتذہ اور ساتھی طلبا اس کے مضحکہ خیز نام رکھتے۔ حتی کہ وہ گلی محلے میں بھی نکلنے سے کتراتی صرف اس لیے کہ وہ ایک قیدی کی بیٹی تھی۔"

vi) کسی بھی خاندان کی تشکیل میں خواتین اساسی کردار ادا کرتی ہیں۔ علاوہ ازیں خانگی معاملات بھی عورت ہی احسن انداز میں سنبھال سکتی ہے۔ خاندان کسی بھی معاشرے کا بنیادی اکائی ہوتا ہے۔ یوں معاشرہ کی ترقی و استحکام کا انحصار اسی اکائی پر ہوتا ہے اور اس کا مرکزی کردار عورت ہے۔ عورت کے فرائض میں ایک فریضہ "حفظ غیب" بھی شامل ہے۔ اس سے مراد خاندان اور بچوں کی دیکھ بھال، ان کی تربیت وغیرہ ہے۔ کیونکہ اسلام کا مطلوب خاندانی نظام کی اہم ذمہ داری صالح و مہذب نسل کی تیاری ہے۔

سزائے قید پانے والی عورت درج بالا ذمہ داریاں ادا کرنے سے قاصر ہوتی ہے۔ اس کا خاندان منتشر ہونے کی صورت میں بچوں کی مناسب تربیت نہیں ہو پاتی۔ خاندان نہ صرف بچے کی بنیادی ضروریات کی تکمیل کرتا ہے۔ بلکہ پیار و محبت یا ڈانٹ ڈپٹ کے ذریعے غلط عادات اپنانے سے بھی روکتا ہے۔ انسان کی تہذیب و تربیت خاندان ہی کی مرہون منت ہے۔ کسی بھی فرد میں محبت و شفقت، ایثار و خیر خواہی اور تعاون و ہمدردی کے انسانی و اخلاقی جذبات صرف خاندان اور عورت ہی پیدا کر سکتے ہیں۔ قیدی عورت کا بچہ خاندان کے ان ثمرات سے مستفید نہیں ہو پاتا۔ سو اس کی شخصیت و کردار کی تشکیل کے بہت سے پہلو نامکمل رہ جاتے ہیں۔

بہتری و اصلاح کے لیے تجاویز:

یہ تو درست ہے کہ مجرم کو اس کے کئے کی سزا ملے گی۔ اور انسانی بقاو فلاح کے لئے یہ ضروری ہے۔ سزاؤں کی بہت سی صورتوں میں سے ایک "قید" ہے۔ عورت کو سزائے قید دینے کی وجہ سے بہت سے منفی اثرات اس کے بچوں پر مرتب ہوتے ہیں۔ ان اثرات کو کم کرنے کے لئے کچھ اصلاحات و اقدامات کرنے کی ضرورت ہے۔

i) عورت کی بذریعہ تربیت و اصلاح وجوہات جرائم کا تدارک کر کے شرح جرائم کو ممکنہ حد تک کم کیا جائے۔ مختلف عوامل کے ذریعہ عورت کے فطری جذبہ ممتا کو پروان چڑھایا جائے۔ تاکہ وہ اس وجہ سے جرم کرنے سے باز رہے کہ سزا کی صورت میں اس کا خاندان اور بچے تباہ ہو جائیں گے۔

تمام حدود و تعزیرات کا مقصد تربیت و اصلاح ہے انسان میں مادہ شر کو ختم نہیں کیا جا سکتا صرف ایک بہترین صورت یہ ہے کہ مجرم کی اصلاح کر کے اسے معاشرہ کا باعزت فرد بنا دیا جائے۔ کچھ افراد فطرت سلیمہ سے منحرف ہو جاتے ہیں۔ ان کے نزدیک کسی کی جان، عزت و حرمت کی کوئی قدر نہیں ہوتی۔ ایسے لوگوں کو اگر شتر بے مہار چھوڑ دیا جائے تو وہ

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 7, No. 1 || January –June 2021 || P. 1-22
https://doi.org/10.29370/siarj/issue12urduar1

کسی حد تک بھی فتنہ و فساد برپا کر سکتے ہیں ان کی راہ روکنے کے لئے ایک تو سزائیں تجویز کی گئیں اور دوسرا یہ کہ ان کی اصلاح کی جائے۔ زجر و توبیخ یا سزا دینا بذاتِ خود مقصود نہیں بلکہ مجبوری ہے۔ سزاؤں کا اصل منشاء و مقصد اصلاح مجرم ہے۔

جیل میں اصلاح قیدیاں کے سلسلہ میں حضرت یوسف علیہ السلام کا نمونہ ہمارے سامنے موجود ہے آپ کے اس واقعہ کو قرآن مجید میں تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ جسے "احسن القصص" کہا جاتا ہے۔

قیدی عورتوں کی تربیت واصلاح نہایت ضروری امر ہے۔ کیونکہ ان کی اصلاح ایک پوری نسل کی درست سمت کا تعین کر دینے کے مترادف ہے۔ عورت کی تربیت اس لئے بھی ضروری ہے کہ وہ معاشرے کے اندر اعلیٰ اخلاق والی نسل اور صحت مند ماحول کے قیام کے لئے کردار ادا کر سکیں۔

حضور اکرم ﷺ نے فکری و عملی اعتبار سے اس پس افتادہ صنف کو آگے بڑھانے کی مختلف پہلوؤں سے ترغیب دلائی اور بے پایاں ثواب کی بشارت سنائی۔

> **حَدَّثَنِي أَبُو بُرْدَةَ عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ثَلاثَةٌ لَهُمْ أَجْرَانِ رَجُلٌ كَانَتْ عِنْدَهُ أَمَةٌ فَأَدَّبَهَا فَأَحْسَنَ تَأْدِيبَهَا، وَعَلَّمَهَا فَأَحْسَنَ تَعْلِيمَهَا، ثُمَّ أَعْتَقَهَا فَتَزَوَّجَهَا**[24]
>
> ''ابو بردہؓ نے بیان کیا انہوں نے اپنے باپ ابو موسیٰ اشعری سے کہا آنحضرت ﷺ نے فرمایا: تین قسم کے آدمی جن کو دگنا اجر ملے گا ان میں سے ایک وہ شخص بھی جس کے پاس کوئی باندی ہو وہ اس کو ادب سکھائے اور اچھا ادب سکھائے تعلیم دے اور بہتر تعلیم دے پھر اس کو آزاد کر کے شادی کر لے۔''

اس حدیث مبارکہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ قیدی عورت کی تعلیم و تربیت اور اصلاح کس قدر ضروری اور باعث اجر ہے۔

کسی فرد کی تربیت کا آغاز گھر اور والدین خصوصاً ماں کی گود سے ہوتا ہے۔ نئی نسل تک زندگی کی اعلیٰ اقدار پہنچانے میں عورتوں کا حصہ زیادہ ہوتا ہے غیر محسوس طور پر اپنے نظریات، طرز فکر اور شخصی خوبیوں کو اپنی گود میں پلنے والی نسل کو منتقل کرتی ہے۔ ماؤں کی تربیت جتنے بلند معیار اور تعلیمات اسلامی کی روح کے مطابق ہو گی تو معاشرہ بھی اسی معیار کا

---

[24] Al-Bukhārī, *Ṣaḥīḥ Al-Bukhārī*, Hadith: 97.

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 7, No. 1 || January –June 2021 || P. 1-22
https://doi.org/10.29370/siarj/issue12urduar1

ہو گا۔25

(ii ایسی عورت جو چھوٹے بچوں کی ماں ہو تو اس کی سزا کو اگر ممکن ہو تو کچھ عرصہ کے لیے موخر کر دیا جائے یا ضمانت پر رہا کیا جائے۔

مرضع عورت کے لیے مشقت کے اوقات کار دوسری قیدیوں سے تھوڑے مختلف ہوں ایک تو دورانیہ تھوڑا کم کر دیا جائے اور دوسرا یہ کہ تین گھنٹے کے بعد 15 منٹ کا وقفہ دیا جائے۔ تاکہ بچہ کو وقت پر دودھ پلایا جا سکے اور بچے کی صحت پر کوئی منفی اثرات مرتب نہ ہوں۔ کیونکہ جرم ماں نے کیا ہے بچہ نے نہیں۔

(iii معمولی جرائم میں سزا پانے والیوں کو مشروط معافی دے دی جائے کہ اگر جرم کا اعادہ کیا تو دوگنا سزا دی جائے گی یا کچھ جرمانہ بھی عائد کیا جا سکتا ہے۔

(iv عورت کو اپنے ہی گھر میں نظر بند کر دیا جائے اس سے قید کے مقاصد بھی پورے ہو جائیں گے اور بچے بھی کافی حد تک کم متاثر ہوں گے۔

(v چھوٹے بچوں کی ماؤں کے لیے فیملی کواٹر بنائے جائیں جہاں بچے اپنی ماں کے ساتھ رہ سکیں۔ اس طرح سے بچوں کو گھر سا ماحول میسر ہو سکے گا اور وہ جیل کے منفی اثرات سے محفوظ ہو جائیں گے۔

اسلامی نظریاتی کونسل کی رپورٹ میں یہ سفارش کی گئی ہے کہ جیلوں کے ساتھ فیملی کوارٹر بنائے جائیں جہاں پر تقریباً تین ماہ بعد ہر شادی شدہ قیدی کو اپنے اہل خانہ کے ساتھ ایک ہفتہ رہنے کی اجازت دی جائے۔[26]

(vi معاشرہ میں یہ شعور و آگاہی پیدا کرنے کی انتہائی ضرورت ہے کہ والدین کی وجہ سے بچے کو حقیر نہ جانا جائے اور نہ ہی ان کے ساتھ کوئی امتیازی سلوک روا رکھا جائے۔ بلکہ ایسے بچوں کے ساتھ خصوصی محبت و شفقت کا رویہ برتا جائے تاکہ ماں کی کمی کا کسی حد تک ازالہ کیا جا سکے۔

(vii جیل میں رہنے والے بچوں کے لئے بہتر تعلیمی سہولیات کو ممکن بنایا جائے۔ علاوہ ازیں کھیل کے مواقع فراہم کیے جائیں۔

---

[25] Faiza Ehsan Siddiqui, "Islah-e-Muashrah-Mein-Khawateen-Ka-Kirdar" (Maqalah Qaumi Seerat Conference Barai Khawateen, Islamabad: Wazarat e Mazhabi Amoor wa Aqliyati Amoor, 1987).

[26] Sayed Afzal Haidar, "Islah Qediyan Wa Jail Khanajaat," Report wa Sifarshaat (Islamabad: Islami Nazriyati Council, 2009), 38.

(viii ماں کو سزائے قید کی صورت میں بچوں کی تربیت اور دیکھ بھال کی ذمہ داری باپ پر عائد ہوتی ہے۔ قیدی عورت کے بچے اسی لئے زیادہ متاثر ہوتے ہیں۔ کیونکہ باپ بھی اپنے اس فریضہ سے کوتاہی برتتا ہے۔ حالانکہ بچوں کی پرورش و تربیت میں تعاون کرنا مرد کا ذمہ ہے۔

حَدَّثَنَا يَحْيَى، قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّ لِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَلِزَوْرِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَلِجَسَدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وان لولدک علیک حقا[27]

"یحیی سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ عبداللہ بن عمرو بن العاص نے مجھ سے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تمہاری بی بی کا حق ہے تم پر اور تمہارے ملاقاتیوں کا حق ہے تم پر اور تمہارے جسم کا بھی حق ہے......اور یہ ہے کہ تمہارے بچہ کا تم پر حق ہے۔"

اگر باپ اپنی اس ذمہ داری کو باحسن طور پر سرانجام دے تو بچوں پر کافی حد تک کم منفی اثرات مرتب ہوں گے۔ ماں کے جرم کی سزا کسی طور پر بھی بچے کو نہیں ملنی چاہیے۔ بچے ہمارے مستقبل کا قیمتی سرمایہ ہوتے ہیں ان کا تحفظ ہی کسی قوم کی ترقی کا ضامن ہے، سوان کو ضائع ہونے سے بچانا ہمارا انسانی و ملی فریضہ ہے۔

انسانی معاشرہ کی بنیادی اکائی گھر اور خانگی زندگی کا دارومدار عورت پر ہے۔ اگر عورت اپنے گھر، بچوں پر مناسب توجہ نہ دے پائے تو اس کے منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ پاکستان قانون کے مطابق قیدی عورت چھ سال کی عمر تک کے بچہ کو اپنے ساتھ رکھ سکتی ہے۔ جیل میں رہنے سے اگرچہ بچے کو ماں سے جدائی برداشت نہیں کرنا پڑتی لیکن جیل کا ماحول بچہ کی ذہنی و جسمانی نشوونما پر منفی اثرات مرتب کرتا ہے۔ بچہ بہت سے نفسیاتی مسائل کا شکار ہو جاتا ہے۔ لیکن جیل سے باہر رہنے کی صورت میں ماں سے علیحدگی اور بہت سے دوسرے مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ان اثرات کو کم کرنے کے لیے پاکستانی جیلوں میں اصلاحات کرنے کی ضرورت ہے۔

خلاصہ بحث:

گھرانہ انسانی معاشرہ کی بنیادی اکائی ہے اور خانگی زندگی کا دارومدار عورت پر ہے۔ اگر عورت اپنے اہلخانہ بالخصوص بچوں پر مناسب توجہ نہ دے پائے تو اس کے منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ پاکستانی قانون کے مطابق قیدی عورت چھ سال

[27] Muslim Ibn Al-ḥajjāj Al-qushayrī Nīshāpūrī, *Ṣaḥīḥ Muslim* (Beirut: Dār Iḥyā al-Turāth al-Arabī, n.d.), Hadith: 2730, 2731.

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 7, No. 1 || January –June 2021 || P. 1-22
https://doi.org/10.29370/siarj/issue12urduar1

کی عمر تک کے بچوں کو اپنے ساتھ رکھ سکتی ہے۔ جیل میں رہنے سے اگرچہ بچے کو ماں سے جدائی برداشت نہیں کرنا پڑتی لیکن جیل کا ماحول بچے کی ذہنی و جسمانی نشو نما پر منفی اثرات مرتب کرتا ہے۔ بچہ بہت سے نفسیاتی مسائل کا شکار ہو جاتا ہے۔ لیکن جیل سے باہر رہنے کی صورت میں اسے ماں سے علیحدگی سمیت بہت سے دوسرے مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ دونوں صورتوں سے جنم لینے والے مسائل توجہ طلب ہیں، جنہیں نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ لہذا ان اثرات کو کم کرنے کے لئے پاکستان کے نظام جیل خانہ جات میں اصلاحات کرنے کی ضرورت ہے۔ جیسا کہ معمولی جرائم میں سزا پانے والی خواتین کو مشروط معافی دے دی جائے۔ قید کی بجائے کچھ مالی جرمانہ بھی عائد کیا جا سکتا ہے۔ ایک صورت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ عورت کو اپنے ہی گھر میں نظر بند کر دیا جائے اس سے بچے متاثر نہیں ہوں گے یا یہ کہ جیل میں فیملی کوارٹر بنائے جائیں جس سے بچوں کو گھر سا ماحول میسر ہو گا اور وہ کافی حد تک جیل کے منفی اثرات سے محفوظ ہو جائیں گے۔